بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلواۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم 2

سابقہ پوسٹ میں ہم نے الصلاۃ والسلام علی المنہ ﷺ کے بارے میں قرآن وحدیث پیش کیا تھا، اب اس قسط میں ہم ان روایات کی حقیقت سامنے لائیں گے جو اس بارے میں پیش کی جاتی ہیں۔

پہلی روایت

اِنَّ لِلہِ مَلٰٓئِکَۃً سَیَّاحِیْنَ فِی الْاَرْضِ یُبَلِّغُوْنِیْ مِنْ اُمَّتِیَ السَّلَامَ (نسائی :کتاب السھو،صفحہ ۱۸۹/مشکوٰۃ:صفحہ ۸۶)

یہ روایت بھی ناقابل اعتبار ہے۔

1۔عبد اللہ ابن مسعودؓ کے ہزاروں شاگردوں میں سے اسکو سوائے "زاذان" کے اور کوئی روایت نہیں کرتا یعنی یہ زاذان کا تفرد ہے۔

وهذا الحديث لا نعلمه يروى عن عبد الله إلا من هذا الوجه بهذا الإسناد

(البحر الزخار مسند البزار - زاذان حديث:1695)

غريب من حديث الثوري وعبد الله بن السائب لا يعرف له راو غير زاذان إلا عبد الله بن السائب وهو كوفي سمع منه الأعمش(حُلْيَة الأَولِيَاء - الفضيل بن عياض حديث:11809)

2۔ابن حجر لکھتے ہیں کہ اس میں شیعیت ہے۔ فيه شيعية (تقريب التهذيب 1976)

قال ابن حبان : يخطيء كثيرا (الثقات 265/4) "ابن حبان نے کہا کہ غلطیاں بہت کرتا ہے"۔

اعمال کا علیؓ کی اور اماموں پر پیش ہونے کا عقیدہ خالص شیعی ہے۔اور اصول حدیث کا فیصلہ ہے کہ جب کوئی راوی کسی فاسد عقیدہ کی تائید میں روایت لائے تو وہ رد کر دی جائے گی۔

أنْ يَروي ما يُقَوِّي بدعته فَيُرَدُّ، على المذهب المختار (نزهة النظر 128/1)

زاذان اگرچہ ثقہ ہے لیکن یہ روایت کے ایک بدعی عقیدہ کی تائید کرتی ہے کہ اعمال جن کا لوٹنا خالصتاً اللہ کی طرف ہے وہ آپ ﷺ پر پیش ہوتا ہے۔ آپ ﷺ پر صلوۃ وسلام اعمال میں سے ہیں اور تمام امور کا لوٹنا اللہ ہی کی طرف ہے۔

3۔یہ بات اللہ کی نبی ﷺ کی زندگی سے متعلق ہے یا وفات کے بعد سے اسکا تعلق ہے؟؟

اگر زندگی میں آپ ﷺ کو فرشتے امتیوں کا سلام پہنچاتے تھے تو یہ صریح منکر بات ہے کیونکہ صلح حدیبیہ کے موقع پر عثمان غنی جب مشرکین کے پاس تھے اور افواہ اڑادی گئی کہ آپ کو شہید کر دیا گیا ہے تو آپ ﷺ عثمان کی شہادت کا بدلہ لینے کے لئے بیعت لے رہے ہیں اگر فرشتے آپ ﷺ تک سلام پہنچاتے ہوتے تو کیا عثمان کا سلام آپ تک نہ پہنچا کیونکہ عثمان بہت دیر وہاں رکے اور وہ صلوۃ کو ترک کرنے والے ہرگز نہ تھے۔

اگر اس کا تعلق نبی ﷺ کی وفات کے بعد کا ہے تو پھر پہلے یہ ثابت کرنا ہوگا کہ نبی ﷺ اس، دینے والی قبر میں زندہ ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح واپس لوٹا دیتا ہے اور میں سلام کا جواب دیتا ہوں(ابو داؤد والبہیقی بحوالہ مشکوٰۃ:صفحہ ۸۶)

اس کی سند یوں ہے:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ نَا الْمُقْرِئُ نَا حَيْوَةُ عَنْ اَبِيْ صَخْرٍ حُمَيْدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ يَزِيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ قُسَيْطٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

☆اس روایت میں ابو صخر حمید بن زیاد ہے جس سے حاتم بن اسماعیل روایت کرتا ہے۔ اس کو سیوطی، نسائی، ابن حماد اور احمد بن حنبل نے ضعیف بتایا ہے۔(تہذیب التہذیب:جلد ۳، صفحات ۴۱، ۴۲)

☆دوسرا راوی ابو صخر کا استاد یزید بن عبد اللہ بن قسیط بھی ضعیف ہے۔ ابن حبان کہتے ہیں کہ رُبَّمَا اَخْطَاءَ (کبھی کبھی خطا کرتا ہے)؛ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: لَيْسَ هُنَاكَ (یعنی ضعیف ہے)

ابو حاتم کہتے ہیں قوی نہیں ہے (تہذیب التہذیب: جلد ۱۱، صفحات ۳۴۳، ۳۴۲)۔

☆ابن تیمیہ کہتے ہیں ضعیف بھی ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کا سماع بھی نہیں ہے۔(القول البدیع:صفحات ۱۵۶/جلاء الافہام:صفحہ ۲۲)

ایک اور روایت پیش کی جاتی ہے:

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِيْ سَمِعْتُهٗ وَمَنْ صَلّٰى عَلَيَّ نَائِيًا مِنْ قَبْرِيْ اُبْلِغْتُهٗ

(رواہ عُقیلی وقال لَا اَصْلَ لَہٗ)

”رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو میری قبر کے قریب درود پڑھے تو میں سنتا ہوں اور جو قبر سے دور مجھ پر درود پڑھے وہ مجھ تک پہنچا دیا جاتا ہے۔“

(امام عُقیلی نے اس کو روایت کرنے کے بعد لکھا ہے کہ یہ بے اصل ہے) اس روایت میں محمد بن مروان کا تفرد ہے اور محمد بن مروان متروک الحدیث ہے۔

☆جریر کا کہنا ہے کہ محمد بن مروان کذاب ہے۔(تہذیب الکمال: جلد ۲۶، صفحہ ۳۹۳)

☆عقیلی کا قول ہے کہ ابن نُمیر کہتے تھے کہ محمد بن مروان الکلبی ”کذاب“ ہے۔(حاشیۃ تہذیب الکمال: جلد ۲۶، صفحہ ۳۹۵/ ضعفاء الکبیر للعقیلی: جلد ۴، صفحہ ۱۳۶)

☆امام نسائی اس کو متروک الحدیث کہتے ہیں۔(کتاب الضعفاء والمتروکین للنسائی: صفحہ ۲۱۹/ الکامل فی ضعفاء الرجال: جلد 7، صفحہ ۵۱۲)

☆صالح کہتے ہیں کہ وہ روایات گھڑا کرتا ہے۔(تہذیب الکمال: جلد ۲۶، صفحہ ۳۹۳)

☆ابن حبان کہتے ہیں کہ وہ ان لوگوں میں سے ہے جو ”موضوع“ روایات بیان کرتے ہیں۔(حاشیۃ تہذیب الکمال: جلد ۲۶، صفحہ ۳۹۶)

اسی مضمون کی ایک دوسری روایت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بجائے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے اور اس میں وہب ابن وہب ابو البختری القاضی ہے اور سارے اہل علم اس کو کذاب اور وضاع کہتے ہیں۔(میزان الاعتدال: جلد ۶، صفحہ ۳۲۸/ ترتیب الموضوعات: صفحہ ۸۰)

اس بارے میں یہ روایت بھی پیش کی جاتی ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ مَامِنْ عَبْدٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ اِلَّا وَکَّلَ اللّٰہُ بِھَا مَلَکاً یُّبَلِّغُنِیْ وَ کُفِیَ أَمْرَ آخِرَتِہٖ وَدُنْیَاہُ وَ کُنْتُ لَہٗ شَھِیْداً اَوْ شَفِیْعاً یَّوْمَ الْقِیٰمَۃِ(رواہ البیھقی فی شعب الایمان)

”رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی بندہ میری قبر کے پاس مجھ پر سلام کہتا ہے تو ایک فرشتہ جس کو اللہ تعالیٰ نے وہاں مامور کر دیا ہے اس سلام کو مجھ تک پہنچا دیتا ہے اور اس بندے کے آخرت اور دنیا کے معاملات کی کفایت کی جاتی ہے اور قیامت کے دن میں اس بندے کا شہید یا شفیع ہوں گا۔“

سند کے لحاظ سے اس میں محمد بن موسیٰ البصری کو کذاب اور وضاع (دروغ گو، اور روایتیں اپنی طرف سے بنانے والا) کہا گیا ہے۔ ابن عدی کہتے ہیں کہ محمد بن موسیٰ حدیث بناتا تھا۔ ابن حبان کہتے ہیں کہ اپنی طرف سے روایتیں بناتا ہے اور اس نے ایک ہزار سے زیادہ حدیثیں گھڑی ہیں۔ (میزان الاعتدال: جلد ۳۔ صفحہ ۱۴۱)

خلاصہ مضمون:

1. ”درود“ نہ عربی کا لفظ ہے اور نہ ہی اردو کا بلکہ یہ فارسی کا لفظ ہے۔ ”صلی“ عربی کا لفظ ہے جس کے معنی ”رحمت“ اور ”دعا“ ہیں۔

2. اللہ تعالیٰ کا مومنوں پر رحمت بھیجنا یہی کہ ہے کہ انہیں ہدایت بخشتا انہیں دنیا کی آفات و مصیبتوں سے بچاتا ہے، فرشتوں کا مومنوں پر رحمت کی تشریح قرآن و حدیث سے یہ ملتی ہے کہ وہ ان کے لئے اللہ سے دعا کرتے ہیں۔

3. احادیث سے واضح ہے کہ نبی ﷺ اپنی وفات کے بعد جنت الفردوس میں ہیں اس مدینہ والی قبر میں زندہ نہیں اور نہ ہی قرآن و حدیث سے ایسا کچھ ثابت ہے کہ ان کی روح لوٹا دی جاتی ہے اور وہ دوبارہ زندہ ہو کر لوگوں کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔

4. وہ تمام روایات جن میں نبی ﷺ پر صلاۃ والسلام پیش ہونے کی بات بیان کی گئی ہے خلاف قرآن و احادیث صحیحہ اور جھوٹی و منگھڑت ہیں۔